السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اہل حدیث رسالہ میں اکثر طلاق وغیرہ کے فتاویٰ ہوتے ہیں۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں طلاق کے متعلق جامع ہدایات کیا ہیں؟تاکہ اس اہم معاشرتی مسئلہ کے متعلق ہمیں آگاہی حاصل ہو۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس میں شک نہیں کہ ہم پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود نکاح وطلاق کے اکثر مسائل سے ناواقف ہیں، حالانکہ ان مسائل کا تعلق روزمرہ زندگی سے ہے۔ ہمارا دین ایک نظام زندگی پر مشتمل ہے، یعنی زندگی کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کا حل اس میں موجود نہ ہو۔ جبکہ باقی ادیان وقتی طور پر اور ایک خاص قوم کے لئے تھے۔ یہودی مذہب میں خاوند کو صرف تحریری شکل میں اپنی بیوی کو طلاق دینے کا حق ہے۔ اس کے بغیر زبانی طلاق دینے کی اجازت نہیں ہے، نیز طلاق کے بعد خاوند کو اپنی مطلقہ بیوی سے رجوع کرنے کی قطعی اجازت نہیں ہے اس کے برعکس عیسائی اور ہندو مذہب میں انتہائی سنگین حالات کے پیش نظر بھی خاوند کو طلاق دینے کا اختیار نہیں جبکہ دین اسلام میں اس قسم کی افراط وتفریط سے بالاتر ہو کر اعتدال پر مبنی راستہ اختیار کیا گیا ہے اگر ہم اس پر عمل پیرا ہیں تو زندگی کے کسی موڑ پر ہمیں پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا، اس اعتدال کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1۔ اللہ تعالیٰ نے اس رشتہ ازدواج کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے، پھر خاوند کو بیوی کے لئے اور بیوی کو خاوند کے لئے سکون واطمینان کا ذریعہ بنایا ہے۔ اس طرح کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے طالب بھی ہیں اور مطلوب بھی اور دونوں میں اس قدر محبت رکھ دی کہ وہ ایک دوسرے پر فدا ہونے کو تیار ہوتے ہیں، اسی جذبہ فدائیت کا نتیجہ ہے کہ دونوں اپنے مقدس رشتہ کو تازیست نبھانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ [الروم/۳۰: ۲۱]

2۔ اس رشتہ کی خشت اول یہ ہے کہ نکاح سے پہلے اپنی بننے والی بیوی کو سرسری نظر سے دیکھنے کی اجازت دی گئی ہے تاکہ شکل وصورت کی ناپسندیدگی آئندہ شقاق وفراق کا باعث نہ ہو۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عورت کی طرف پیغام نکاح بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا تو نے اسے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا، نہیں، آپ نے فرمایا: ''اسے دیکھ لو اس طرح زیادہ توقع ہے کہ تم میں الفت پیدا ہو جائے۔'' [ابن ماجہ، النکاح: ۱۸۶۵]

3۔ نکاح کے بعد خاوند کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے حسن سلوک اور رواداری سے پیش آئے اور اس سے اچھا برتاؤ کرے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ان بیویوں کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو''۔ [النسآء/۴: ۱۹]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اہل ایمان میں سب سے کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہیں۔'' [مسند امام احمد، ص: ۲۵۰، ج ۲]

4۔ خاوند کو اس بات کا بھی پابند کیا گیا ہے کہ اپنی بیوی کی معمولی معمولی لغزشوں کو خاطر میں نہ لائے بلکہ اس کی اچھی خصلتوں کی وجہ سے اس کی کوتاہیوں کو نظر انداز کرتا رہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناگوار ہو مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں بہت بھلائی رکھ دی ہو۔'' [النسآء/۴: ۱۹]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ 'کوئی مؤمن اپنی مؤمنہ بیوی سے بغض نہ رکھے اگر اسے اس کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو ضرور کوئی دوسری پسند بھی ہوگی''۔ [مسند امام احمد، ص: ۳۲۹، ج ۲]

5۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاوند کو عورت کی ایک فطری کمزوری سے بھی آگاہ کیا ہے تاکہ یہ جلدبازی میں کوئی ایسا اقدام نہ کر بیٹھے جس پر وہ آئندہ نادم وپریشان ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ''عورت پسلی کی طرح ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے اور اگر اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو اس کجی کی موجودگی میں فائدہ اٹھاتے رہو۔'' [صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۱۸۴]

صحیح مسلم میں ہے کہ ''اس کا توڑ دینا اسے طلاق دینا ہے''۔ [صحیح مسلم، الرضاع: ۳۶۴۳]

6۔ خاوند اس بات کا بھی پابند ہے کہ اگر بیوی میں کوئی ناقابل برداشت چیز دیکھے تو طلاق دینے میں جلدی نہ کرے بلکہ امکانی حدتک اصلاح احوال کی کوشش کرے جس کے تین قرآنی مراحل حسب ذیل ہیں۔

(الف) پہلا قدم یہ ہے کہ بیوی کو نرمی سے سمجھایا جائے اور اس سے اختیار کردہ رویے کے انجام سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ محض اپنی بہتری اور مفاد کی خاطر گھر کی فضا کو مکدر نہ کرے۔

(ب) اگر خاوند کے سمجھانے بجھانے کا اثر قبول نہیں کرتی تو خاوند اس سے الگ کسی دوسرے کمرے میں سونا شروع کر دے اور اس سے میل جول بند کر دے اگر بیوی میں کچھ سمجھ بوجھ ہوگی تو وہ اس سرد جنگ کو برداشت نہیں کر سکے گی۔

(ج) اگر خاوند کے اس اقدام پر بیوی کو ہوش نہیں آتا تو پھر آخری حربہ کے طور پر مارنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن اس کی چند ایک شرائط حسب ذیل ہیں:

مارتے وقت اسے برا بھلا اور گالی گلوچ نہ دی جائے۔

اس کے چہرے پر نہ مارا جائے۔ [مسند امام احمد، ص: ۲۵۱، ج ۲]

ایسی مار نہ ہو جس سے زخم ہو جائیں یا نشان پڑ جائیں۔ [مسند امام احمد، ص: ۳۷، ج ۵]

ان حدود و قیود کے ساتھ خاوند کو اضطراری حالت میں بیوی کو احتیاط کے ساتھ مارنے کی اجازت دی گئی ہے۔

7۔ ایسے حالات میں بیوی کو بھی تلقین کی گئی ہے کہ وہ اپنا مقام خاوند کے ہاں دیکھتی رہے کہ کیا ہے۔ خاوند اس کیلئے جنت ہے وہی اس کے لئے آگ بھی ہے''۔ [مسند امام احمد، ص: ۳۴۱، ج ۴]

نیز ''جب بھی دنیا میں کوئی عورت اپنے خاوند کو اذیت پہنچاتی ہے تو اس کی جنتی بیویوں میں سے ایک حور کہتی ہے اللہ تجھے برباد کردے اس کو تکلیف نہ دے یہ تو تیرے پاس مہمان ہے۔ عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے ہاں آجائے گا۔'' [ابن ماجہ، النکاح: ۲۰۱۴]

8۔ اگر میاں بیوی کے درمیان اختلاف انتہائی سنگین صورت اختیار کر جائے کہ مذکورہ تینوں مراحل کارگر ثابت نہ ہوں تو فریقین اپنے اپنے خاندان میں سے ثالث منتخب کریں جو پوری صورتحال سمجھ کر نیک نیتی سے اصلاح کی کوشش کریں اور بروقت مداخلت کر کے حالات پر کنٹرول کریں۔ اگر ان کی نیت بخیر ہوگی تو اللہ تعالیٰ بیوی خاوند میں موافقت کی ضرور کوئی راہ پیدا کرے گا یہ ثالث بیوی خاوند کی طرف سے ایک ایک، دو، دو اور تین تین بھی ہو سکتے ہیں۔ جو بات بھی زوجین کو تسلیم ہو اختیار کی جا سکتی ہے۔ [۴/النسآء: ۳۵]

9۔ اگر مذکورہ جملہ اقدامات سے حسن معاشرت کی کوئی صورت پیدا ہوتی نظر نہ آئے تو اسلام اس بات پر مجبور نہیں کرتا کہ ایک گھرانہ میں ہر وقت کشیدگی کی فضا قائم رہے اور دونوں میاں بیوی کے لئے وہ گھر جہنم زار بنا رہے۔ اس سے بہتر ہے وہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں، خواہ مرد طلاق دیدے یا عورت خلع لے لے، پھر دونوں کا اللہ مالک ہے وہ ان کے لئے کوئی نہ کوئی متبادل صورت پیدا کر دے گا۔ [۴/النسآء: ۱۳۰]

لیکن مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھنا ہوگا:

ایسے حالات میں اگرچہ طلاق دینا جائز ہے لیکن شریعت نے اسے ''ابغض الحلال'' سے تعبیر کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''حلال اشیاء میں اللہ کے ہاں سب سے بری چیز طلاق ہے۔'' [مستدرک حاکم، ص: ۱۹۶، ج ۲]

طلاق دہندہ کو یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے زندگی بھر اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لئے صرف تین اختیارات دیئے ہیں، وقفہ، وقفہ سے دو مرتبہ طلاق دینے سے رجوع کا اختیار بھی اسے دیا گیا ہے اور تیسری طلاق ایک فیصلہ کن مرحلہ ہے، اس کے بعد عام حالات میں رجوع کی کوئی صورت باقی نہیں رہے گی۔

طلاق دیتے وقت اسے دیکھنا ہوگا کہ اس کی بیوی بحالت حیض نہ ہو۔ شریعت نے اس حالت میں طلاق دینے سے منع کیا ہے تاکہ طلاق وقتی کراہت اور کسی عارضی ناگواری کی وجہ سے نہ ہو، نیز طلاق دیتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھے کہ اس طہر میں بیوی سے مقاربت بھی نہ کی ہو، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا کہ ''بیوی کو ایسے طہر میں طلاق دو جس میں اس سے ہم بستری نہ کی ہو۔'' [صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۴۹۰۸]

حالت حمل میں بھی طلاق دی جا سکتی ہے۔ ہمارے ہاں یہ بات غلط مشہور ہو چکی ہے کہ دوران حمل دی ہوئی طلاق نافذ نہیں ہوتی، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ ''اسے حالت طہر یا حالت حمل میں طلاق دو، یہ طلاق جائز اور مباح ہے۔'' [صحیح مسلم، الطلاق: ۱۴۷۱]

شریعت نے طلاق دینے کا اختیار خاوند کو دیا ہے عورت کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ خود کو طلاق دے تاکہ ناقصۃ العقل ہونے کی بنا پر فطرتی جلد بازی میں کسی معمولی سی بات پر یہ اقدام نہ کر بیٹھے۔

10۔ اگر خاوند نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا عزم کر لیا ہے تو قرآن و حدیث کی ہدایات کے مطابق وہ صرف ایک طلاق دے، خواہ وہ تحریر کر کے یا زبانی کہے، اس کے بعد بیوی کو اپنے حال پر چھوڑ دے تاکہ سوچ و بچار کے راستے بند نہ ہوں اور فریقین سنجیدگی اور متانت کے ساتھ اپنے آخری اقدام پر غور و فکر کر سکیں۔ ایسے حالات میں بیک وقت تین طلاق دینے سے شریعت نے انتہائی کراہت کا اظہار کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک آدمی نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دے ڈالی تھیں تو آپ نے فرمایا ''میری موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی کتاب سے کھیلا جا رہا ہے۔'' آپ اس قدر ناراض ہوئے کہ ایک آدمی آپ کا اظہار ناراضی دیکھ کر کہنے لگا: یا رسول اللہ! آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اسے قتل کر دوں۔ [نسائی، الطلاق: ۳۴۳۰]

تاہم ایسا اقدام کرنے سے ایک رجعی طلاق واقع ہوگی۔ [ابوداؤد، الطلاق: ۲۱۹۶]

11۔ ایک طلاق دینے کے بعد رشتہ ازدواج منقطع نہیں ہوتا بلکہ دوران عدت اگر زوجین میں سے کوئی فوت ہو جائے تو انہیں ایک دوسرے کی وراثت سے باقاعدہ حصہ ملتا ہے۔ بہر حال خاوند کو شریعت نے ہدایت کی ہے ''۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ خود نکلیں الایہ کہ وہ کسی صریح برائی کی مرتکب ہوں۔

12۔ طلاق کے بعد عورت نے عدت کے دن گزارنے ہیں جن کا شمار انتہائی ضروری ہے کیونکہ اس کی بنیاد پر کئی ایک نازک اور قانونی مسائل کا انحصار ہے۔ مختلف حالات کے پیش نظر عدت کے ایام بھی مختلف ہیں، جس کی تفصیل یہ ہے:

(الف) نکاح کے بعد اگر رخصتی عمل میں نہیں آتی تو ایسی عورت پر کوئی عدت نہیں ہے۔ [۳۳/الاحزاب: ۴۹]

(ب) مطلقہ بیوی اگر حمل سے ہو تو اس کی عدت بچہ جنم دینے تک ہے۔ [۶۵/الطلاق: ۴]

(ج) اگر حمل کے بغیر حیض منقطع ہے، یہ انقطاع بچپن، بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے ہو سکتا ہے تو ایسے حالات میں تین قمری مہینے عدت کے طور پر گزارنا ہوں گے اگر مہینوں کا شمار نہ ہو سکے تو 90 دن پورے کئے جائیں

اگر عورت کو ایام آتے ہیں تو تین حیض مکمل کرنا ہوں گے ایسی صورت حال کے پش نظر تین ماہ یا نوے دن پورا کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ [۲/البقرہ : ۲۲۸]

13۔ دوران عدت خاوند کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرے لیکن شرط یہ ہے کہ اسے بسانے اور آباد کرنے کی نیت ہو اسے روک کر مزید اذیت پہنچانا مقصود نہ ہو۔ [۲/البقرہ : ۲۲۸]

اس رجوع کے لئے کسی قسم کے کفارہ کی ضرورت نہیں ہے اگر عدت گزر جائے تو بھی تجدید نکاح سے اپنا گھر آباد کیا جاسکتا ہے ۔ [۲/البقرہ : ۲۲۲]

لیکن اس نکاح کے لئے عورت کی رضامندی، سرپرست کی اجازت، حق مہر کی تعیین اور گواہوں کا موجود ہونا ضروری ہے، نیز رجوع کا حق پہلی اور دوسری طلاق کے بعد ہے ۔

14۔ اگر رجوع کا پروگرام نہیں ہے تو عدت گزرنے کے بعد عورت خود بخود آزاد ہو جائے گی۔ اس کے لئے کسی مزید اقدام کی ضرورت نہیں ہے لیکن ایسے حالات میں اسے الزام تراشی یا بد تمیزی سے رخصت نہ کیا جائے بلکہ اس سلسلہ میں اس کے جو حقوق ہیں انہیں فیاضی سے ادا کیا جائے ۔ قرآن کریم نے ہدایت کی ہے کہ مطلقہ عورتوں کو بھی معروف طریقہ سے کچھ دے کر رخصت کرو، ایسا کرنا اہل تقویٰ کے لئے ضروری ہے ۔ [۲/البقرہ : ۲۴۲]

15۔ اگر تیسری طلاق بھی دے دی جائے تو رشتہ ازدواج ہمیشہ کے لئے منقطع ہو جاتا ہے، تاہم عورت کے لئے عدت گزارنا ضروری ہے لیکن عام حالات میں اس سے رجوع نہیں ہو سکے گا۔ اب رجوع کی صرف ایک صورت ہے کہ وہ عورت کسی سازش کے طور پر نہیں بلکہ آباد ہونے کی نیت سے آگے کسی سے نکاح کرے اور وہ خاوند اس سے مجامعت کے بعد طلاق دے یا فوت ہو جائے تو عدت طلاق یا عدت وفات گزارنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح ہوسکتا ہے ۔ [۲/البقرہ : ۲۳۰]

16۔ اگر عورت خاوند کی طرف سے بے اتفاقی کا شکار ہے اور وہ طلاق دے کر اسے فارغ بھی نہیں کرتا تو ایسی حالت میں عورت کو اختیار ہے کہ وہ بذریعہ عدالت اپنے خاوند سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے یا خود اس سے کوئی معاملہ طے کر کے طلاق حاصل کر لے، جیسا کہ خلع میں ہوتا ہے ۔ [۲/البقرہ : ۲۲۹]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:335